اسلامی معاشرے میں فیملی کے ادارے اور اس کے تقدس کو بہت اہمیت حاصل ہے

ظنی علوم کے اندر اگر کوئی جزوی حقیقت ہے بھی تو اسلامی معاشرے میں ان کی کوئی گنجائش نہیں

ان تمام راستوں کو بند کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے جو زنا کی طرف لے جانے والے ہیں

قتل ناحق معاشرے کے امن و سکون کو تباہ کر دینے والی شے ہے

اسلامی معاشرے کے بنیادی خدوخال

سورۂ بنی اسرائیل کے چوتھے رکوع کی روشنی میں

مسجد دارالسلام باغِ جناح' لاہور میں نائب امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کے ۳/ ستمبر ۹۹ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

(مرتب : فرقان دانش خان)

سورۂ بنی اسرائیل کے تیسرے اور چوتھے رکوع کا مطالعہ گزشتہ دو جمعوں سے جاری ہے۔ اور یہ گفتگو اس حوالے سے ہے کہ ازروئے قرآن ایک اسلامی معاشرے یا ریاست کے خدوخال کیا ہیں۔ کیا محض اس بنیاد پر کہ کسی معاشرے میں بسنے والوں کی غالب اکثریت مسلمانوں پر مشتمل ہو وہ معاشرہ اسلامی معاشرہ کہلائے گا یا اس کے کچھ features' کچھ اصول' کچھ اساسات اور اقدار ہیں کہ جن سے وہ اسلامی معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ اس ضمن میں ہمیں قرآن کے اس مقام سے رہنمائی ملتی ہے کہ اگر مسلمانوں کو کہیں تمکن اور غلبہ عطا ہو جائے تو وہ رہنما اصول کیا ہوں گے جن کی بنیاد پر وہ معاشرہ تشکیل دیا جائے گا اور وہ اقدار کونسی ہوں گی جنہیں اسلامی معاشرے میں فروغ دیا جائے گا۔ تیسرے رکوع کا مطالعہ ہم کر چکے ہیں۔ تاہم تیسرے رکوع میں اسلامی معاشرے کی جو اساسات بیان ہوئی ہیں آگے چلنے سے پہلے مناسب ہو گا ان پر ایک نظر ڈال لی جائے۔

سب سے پہلا اصول جسے اسلامی معاشرے کے مرکز و محور کی حیثیت حاصل ہے' توحید ہے۔ اس کے حوالے سے جانچا جائے گا کہ کون سا معاشرہ اسلامی ہے اور کون سا غیر اسلامی۔ ہر اعتبار سے اور ہر پہلو سے اسلامی معاشرہ میں توحید کو فروغ دینا ضروری ہو گا' اعتقادی توحید' نظری توحید' عملی توحید۔ تاہم ریاست کی سطح پر توحید کا اولین تقاضا یہ ہے کہ اس ریاست میں حاکم اعلیٰ اللہ ہو۔ قرآن و سنت کو سپریم لاء کی حیثیت حاصل ہو جبکہ وہاں کے حکمرانوں کا اولین فرض یہ ٹھہرے گا کہ وہ شرک کی ہر نوع کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں۔

اس کے بعد احترام والدین اس معاشرے کا خاصہ ہو گا۔ کیونکہ معاشرہ خاندانوں سے مل کر بنتا ہے اور خاندان کی شیرازہ بندی کی بنیاد احترام والدین پر ہے۔ تیسرا اصول جو اس مقام پر بیان ہوا وہ دیگر رشتے داروں کے حقوق سے متعلق ہے۔ پھر درجہ بدرجہ معاشرے کے دیگر افراد جن میں محتاج اور مسکین لوگ قابل ذکر ہیں' ان کا سب سے بڑا حق یہ ہے کہ ان کی مالی مدد کی جائے' ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مال خرچ کیا جائے۔ اگلی بات یہ آئی تھی کہ تبذیر بہت بڑا جرم ہے۔ اس کے بعد خرچ اور انفاق میں اعتدال کی تلقین کی گئی۔ یہاں تیسرا رکوع ختم ہوا۔ آیئے چوتھے رکوع کا آغاز کرتے ہیں :

﴿ وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴾

"اولاد کو قتل مت کرو مفلسی کے اندیشے سے ہم انہیں بھی رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی۔ بے شک ان کا قتل بہت بڑا جرم ہے"۔

اس ایک حکم میں دو باتیں آئی ہیں۔ ایک یہ کہ قتل اولاد بہت بڑا جرم ہے اور اللہ کی نگاہ میں بہت بڑی خطا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں عرب اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ جبکہ آج اسقاط حمل کا معاملہ بھی قتل اولاد ہی کے مترادف ہے۔ دوسری بات یہاں یہ ہے کہ مفلسی کے خوف سے قتل کرنا اور یہ سوچ رکھنا کہ "بچے دو ہی اچھے" اور خوشحالی کا دارومدار اس پر ہے کہ بچے کم سے کم ہوں' یہ تصور ہی غلط ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آگے فرمایا ہے کہ تمہاری اولاد کو اور تمہیں ہم ہی رزق عطا کرتے ہیں۔ رزق کا ذمہ اللہ نے لیا ہے۔ بندہ مومن اللہ پر ایمان رکھتا ہے۔ اسے اپنا مالک' خالق اور رازق تسلیم کرتا ہے لہٰذا مفلسی کے ڈر سے برتھ کنٹرول کرنا اس یقین کی نفی ہے۔ بدقسمتی سے آج ہمارے ملک میں تمام وسائل و ذرائع اس گمراہ کن تصور کی ترویج میں استعمال ہو رہے ہیں۔ تاہم مانع حمل ذرائع کا استعمال اکثر علماء کے نزدیک حرام نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے۔

اسلامی معاشرے کا اگلا اصول بیان ہوا : ﴿ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ﴾ "زنا کے قریب تک مت پھٹکو' یقیناً یہ کھلی بے حیائی اور بہت ہی برا راستہ ہے۔"

دیکھئے! ایک انداز یہ ہو سکتا تھا کہ زنا مت کرو۔ اس میں بھی ممانعت کا مفہوم ہے لیکن اس سے آگے بڑھ کر اسلوب اختیار کیا گیا کہ "زنا کے قریب تک مت جاؤ"۔ یعنی ایک اسلامی معاشرے میں ان تمام راستوں کو بند کرنا ریاست کی ذمہ داری قرار پائے گا جو زنا کی طرف لے جانے والے ہیں۔ یہاں زنا کے عام دواعی پر بھی پابندی ہو گی۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ دور دور تک ایسی حدبندی قائم ہو کہ زنا کے راستے مسدود ہو جائیں۔ اس

لئے کہ گھر کی چار دیواری ایک معاشرے کی بنیادی اکائی ہے۔ وہیں پر نئی نسل کی تربیت ہوتی ہے۔ اگر وہاں فساد ہوگا' ماحول خراب ہوگا تو پورا معاشرہ بگڑ جائے گا۔ نہ اولاد کی تربیت صحیح نہج پر ہوگی' نہ معاشرے کے اندر نیکی اور خیر پھیل سکے گی۔ میاں بیوی کو اگر ایک دوسرے پر اعتماد نہ ہو' جنسی بے راہ روی عام ہو تو ایسے abnormal ماحول میں جو اولاد پروان چڑھے گی وہ جرائم پیشہ ہی ہوگی الا ماشاء اللہ۔ اسلامی معاشرے میں فیملی کے ادارے اور اس کے تقدس کو بہت اہمیت حاصل ہے کیونکہ پوری ریاست اور معاشرے کا دارومدار اسی پر ہے۔ اس اہم ادارے کے بگاڑ میں زنا بدترین کردار ادا کرتا ہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے ہمیں کسی لمبی چوڑی اصولی بحث کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہمارے سامنے مغربی معاشرہ ایک زندہ مثال کی صورت میں موجود ہے۔ وہاں فیملی کا ادارہ اسی جنسی بے راہ روی کی بدولت پوری طرح تباہ و برباد ہو چکا ہے۔ بچوں کی اخلاقی تربیت کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ مادر پدر آزادی ہے اور وہ معاشرہ سماجی اعتبار سے بدترین ناسور بن چکا ہے۔ سکون' اطمینان' باہمی محبت' باہمی اعتماد' تقدس کی فضا جو خاندان کی بنیاد ہے وہاں سرے سے مفقود ہو چکی ہے۔

جنسی بے راہ روی کی روک تھام اور زنا کے تدارک کے ضمن میں اسلام نے جو حد بندیاں مقرر کی ہیں' ہمیں ان کے بارے بھی علم ہونا چاہئے۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اسلام نے نکاح کو بہت آسان بنایا ہے۔ والدین کو بھی تلقین کی گئی ہے کہ جیسے ہی اولاد بالغ ہو ان کا نکاح کر دو۔ کیونکہ جتنی دیر ہوگی اسی قدر غلط روی کے امکانات بڑھتے جائیں گے۔ سیدھی سی بات ہے کہ پانی کے بہاؤ کے آگے روک لگا دی جائے تو پانی کسی دوسری طرف سے اپنا راستہ نکال لے گا۔ یہ جو ایک فطری جذبہ اللہ نے انسان کے اندر رکھا ہے اسی سے انسان کی نسل آگے چل رہی ہے۔ اس جذبے کی تسکین کے اگر جائز راستے بند ہوں گے تو انسان ناجائز راستوں کی طرف رجوع کرے گا۔ اس لئے پہلا کام یہ ہے کہ نکاح کے راستے کو آسان بنایا جائے۔ اسلامی معاشرے میں نکاح کا معاملہ بہت سادہ ہے۔ رسومات کے طومار اور بے جا اخراجات کی ہمارے دین میں مذمت کی گئی ہے۔ لڑکی والے پر تو سرے سے کوئی بوجھ ہے ہی نہیں' لڑکی کے والدین یا سرپرست کی ذمہ داری بس یہ ہے کہ وہ بچی کو پالے پوسے' اس کی دینی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرے تا کہ وہ ایک بہتر ماں ثابت ہو سکے اور اس کی آغوش میں حسنؓ' حسینؓ جیسے سپوت پروان چڑھ سکیں۔ دوسری طرف نکاح کے سلسلے میں تمام خرچ لڑکے کے ذمے ہے۔ مہر کی رقم اسے ادا کرنی ہے اور اپنی بساط کے مطابق ولیمہ کرنا ہے جس کی احادیث میں تاکید کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی خرچ شادی کی تقریبات کے ساتھ وابستہ نہیں ہے۔

تسہیل نکاح کے بعد اسلامی معاشرے میں زنا کی روک تھام کے لئے دوسرے قدم کے طور پر جنسی اشتعال دلانے والی ہر چیز ممنوع قرار دی گئی۔ اس میں شراب' منشیات' عریاں تصاویر اور فحش لٹریچر وغیرہ شامل ہیں۔ کیونکہ یہ زنا کی طرف دھکیلنے والی اشیاء ہیں۔ اسی طرح مخلوط معاشرت سے گریز بھی اسی ضمن میں آئے گا۔ مرد و عورت کا ایک ہی جگہ پر جمع ہونا اسلامی تہذیب کے خلاف ہے۔ عورت کا اصل دائرہ کار اس کا گھر ہے: ﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ﴾ "گھروں میں ٹکی رہو" اگرچہ یہ خطاب امہات المومنین سے ہے' لیکن ان کی وساطت سے یہ حکم تمام مسلمان خواتین کے لئے ہے۔ کیونکہ عورتوں کے لئے اسوہ "امہات المومنین" ہیں۔ بحیثیت انسان تو حضور ﷺ مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے اسوہ ہیں۔ لیکن عورتوں کے خصوصی معاملات میں اسوہ امہات المومنین بنی ہیں۔ لہٰذا ان سے فرمایا گیا کہ اپنے گھروں میں قرار پکڑو۔ مطلب یہ کہ بلا ضرورت گھر سے باہر جانے اور مخلوط اجتماعات میں شریک ہونے کی خواتین کو اجازت نہیں۔ البتہ ضرورت کے تحت خواتین باہر نکل سکتی ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں "اللہ نے تمہیں اجازت دی ہے کہ تم اپنے گھروں سے نکل سکتی ہو اپنی ضروریات کے لئے"۔ تاہم جو کام مرد کر سکتے ہوں انہیں بلاوجہ عورتوں پر ڈالنا بھی غلط ہے۔ کسی جائز ضرورت کے لئے جب عورت باہر نکلے تو سورۃ احزاب میں اس کا بھی طریقہ بتا دیا گیا: ﴿يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ "اپنی بڑی چادر کے پلو کو اپنے چہروں پر لٹکا لیا کرو" یہ حجاب کے احکامات ہیں جو قرآن میں آئے ہیں۔ بہرکیف تیسرا اہم Step یہ ہے کہ مخلوط معاشرت نہ ہو۔ مرد و زن کا دائرہ کار الگ الگ ہو۔ خواتین کے تعلیمی ادارے الگ ہوں۔ ہاسپٹل میں مردوں کے لئے مرد معالج و خدمت گار ہوں اور عورتوں کے لئے لیڈی ڈاکٹر اور نرسیں ہوں۔

آگے چلئے تو ستر و حجاب کے احکام بھی ایک اعتبار سے زنا کے سدباب کا ذریعہ ہیں۔ ستر سے مراد ہے جسم کے اس حصے کو ڈھانکنا جسے چھپانا شریعت نے ہر حال میں لازم قرار دیا ہے۔ مرد کا ستر تو ناف سے گھٹنے تک کا حصہ ہے۔ یہ انسان کی فطرت میں شامل ہے کہ وہ اپنے جسم کے بعض حصوں کو چھپائے۔ چنانچہ جنگلی قبائل میں آج بھی جسم کے مخصوص حصوں کو چھپانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ تہذیب و معاشرت کے نام تک سے واقف نہیں۔ عورت کا ستر کیا ہے؟ عورت کا پورا جسم ستر ہے سوائے تین اعضاء کے۔ کلائی تک ہاتھ' ٹخنوں تک پاؤں اور چہرے کی ٹکیا کے علاوہ پورا جسم' جس میں سر کے بال تک شامل ہیں ہر حال میں ڈھکا ہونا چاہئے۔ خواہ سامنے باپ' بیٹا یا بھائی ہی کیوں نہ ہو۔ اس میں بھی اضافی طور پر تاکید ہے کہ لباس بھی باریک یا چست نہ ہو بلکہ ڈھیلا ڈھالا ہو۔ اسی لئے دوپٹہ' چادر یا اوڑھنی اسلامی تہذیب میں عورت کے لباس کا حصہ ہیں۔ یہ گھر کے اندر کا معاملہ ہے۔ گھر کے باہر تو چہرے کا بھی پردہ ہے۔ اسی میں "غض بصر" کے احکامات کا بھی اضافہ کر لیجئے۔ یعنی اپنی ماں' بہن اور محرم خواتین سے بھی گفتگو کرتے ہوئے انہیں نظر بھر کر دیکھنے کی اجازت نہیں۔ بلکہ نظریں نیچی رکھنے کا حکم ہے۔ نامحرم عورتوں سے متعلق مردوں کو یہ حکم ہے کہ ان پر غلطی سے پہلی نظر پڑ جانے کے بعد دوسری نظر نہ ڈالی جائے۔ فوراً نظریں پھیر لی جائیں۔ نظر ٹکا کر دیکھنا گناہ ہے۔ اسی اعتبار سے حضور ﷺ کا فرمان ہے۔ "نگاہیں بھی زنا کرتی ہیں"۔ یعنی نگاہوں کی خیانت' نامحرموں کو دیکھنا' نگاہ کا زنا ہے۔

اسلام میں منفی انداز میں بھی کچھ اقدامات اٹھائے گئے ہیں تا کہ زنا کے راستے مسدود ہو سکیں۔ شریعت اسلامی میں زنا کی سزا سخت ترین ہے۔ غیر شادی شدہ مرد یا عورت اس فعل کے مرتکب ہوں تو سرعام سو کوڑوں کی سزا دی جائے گی تا کہ دوسروں کو بھی عبرت ہو اور ہوش ٹھکانے آئیں۔ اگر شادی شدہ مرد یا عورت یہ حرکت کرے تو اس کے لئے رجم یعنی انتہائی اذیت ناک اور توہین آمیز سزائے موت رکھی گئی ہے۔ آگے فرمایا: ﴿وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا﴾ "اور مت قتل کرو کسی جان کو جسے اللہ نے محترم ٹھہرایا ہو مگر حق کے ساتھ۔ اور جو بے گناہ قتل کر دیا گیا تو ایسے شخص کے ورثاء کو ہم نے فیصلہ کا اختیار دیا ہے۔ تاہم قتل کے معاملہ میں زیادتی نہ کرو۔ یقیناً ان کی مدد کی گئی ہے"۔

قتل ناحق بھی معاشرے کے امن و سکون کو تباہ و برباد کرنے والی شے ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ کوئی اِکا دُکا قتل کی واردات ہوتی تھی۔ اب تو ہر گلی' محلے میں صبح و شام قتل ہو رہے ہیں اور آج ہم میں سے ہر شخص خود کو غیر محفوظ سمجھتا ہے۔ لہٰذا قتل ناحق کی بڑی سختی سے ممانعت ہے۔ قرآن پاک میں دوسرے مقام پر یہاں تک الفاظ آتے ہیں: ﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا﴾ "جس کسی نے ایک جان کو بھی ناحق قتل کیا تو گویا پوری انسانیت کو قتل کیا" اس لئے کہ ناحق قتل سے پورے معاشرے کا جو امن و سکون تہ و بالا ہوتا ہے اور معاشرے پر اس کے جو منفی نفسیاتی اثرات پڑتے ہیں وہ

بہت خوفناک ہیں۔ البتہ قتل کی کچھ صورتیں جائز بھی ہیں مثلاً ایک اسلامی ریاست کے اندر، ریاست کی انتظامیہ قاتل کو سزا کے طور پر قتل کرتی ہے۔ اسی طرح شادی شدہ زانی کو رجم کی صورت میں قتل کیا جائے گا۔ اسلامی معاشرے میں مرتد کی سزا قتل ہے۔ مزید برآں حربی کافر کا قتل بھی جائز ہے۔ "اِلَّا بِالْحَقِّ" میں قتل کی یہ چار امکانی جائز صورتیں ہیں۔ ان صورتوں کے علاوہ انسانی جان کا لینا کسی طرح جائز نہیں۔ لیکن اگر کوئی بے گناہ قتل کر دیا جائے تو اب اس کے ورثاء کو اسلام نے ایک اختیار دیا ہے جس میں بڑی حکمت ہے۔ ریاست کا کام یہ ہے کہ وہ قاتل کو پکڑے اور پیش کر دے۔ (یہاں یہ بھی نوٹ کر لیجئے کہ حاکم اگر قاتلوں کو پکڑ نہیں سکتے تو انہیں حکمرانی کا کوئی حق نہیں ہے) مقتول کے ورثاء کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ قاتل کو معاف کر دیں، خون بہا لے کر چھوڑ دیں یا اسے قتل کے بدلے قتل کر دیں۔ اس سے مقتول کے ورثاء کو نفسیاتی طور پر ایک تسکین حاصل ہوتی ہے کہ ہمارا مجرم پکڑا بھی گیا اور ہمیں اختیار ہے کہ ہم اس کے ساتھ جو چاہیں سلوک کریں۔ اصل میں یہ Satisfaction مطلوب ہے جسے عین انصاف قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں بے شمار حکمتیں پنہاں ہیں جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ تاہم مقتول کے ورثاء کو بھی یہ حکم دیا گیا کہ وہ قتل کے معاملے میں زیادتی نہ کریں۔ اس کی پہلے تو یہ صورت تھی کہ قاتل کو مقتول کے ورثاء کے حوالے کر دیا جاتا تھا کہ وہ خود اسے قتل کریں۔ اس لئے یہاں یہ ہدایت کی گئی کہ قاتل کو اذیتیں دے کر نہ قتل کیا جائے۔ کیونکہ ریاست نے اللہ کے حکم کے تحت قاتل کو پکڑا اور مقتول کے ورثاء کے فیصلہ کو نافذ کرنے میں مدد دی ہے اس لئے اب تمہیں قاتل کو سزا دینے میں حد سے نہیں بڑھنا چاہئے۔

اسلامی معاشرے کے استحکام کی اگلی اساس کے طور پر ہدایت دی گئی: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾ "یتیم کے مال کے قریب بھی نہ پھٹکو۔ مگر اس طور سے کہ جو بہترین ہو"۔

یتیم بھی معاشرے کا حصہ ہوتے ہیں۔ ان کے حقوق کی نگہداشت اور ان کے مال کی حفاظت ریاست کی ذمہ داری ہے۔ اگرچہ بہترین طریقہ یہی ہے کہ یتیم کے قریبی ورثاء اس کی پرورش کریں لیکن ناجائز طریقے پر اس کا مال ہڑپ کرنے کی کوشش نہ ہو۔ عام طور پر یتیم کا مال اپنے مال کے ساتھ ملا کر ہڑپ کر لیا جاتا ہے۔ اس لئے فرمایا کہ یتیم کے مال کے قریب تک نہ پھٹکو۔ سورۃ النساء میں فرمایا: "جو لوگ یتیم کا مال ناحق طور پر ہڑپ کرتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں"۔ مختصر یہ کہ اسلامی معاشرے میں یتیم کے حقوق کی پوری نگہداشت ہونی چاہئے: ﴿حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ﴾ "یہاں تک کہ وہ اپنی پختگی کی عمر کو پہنچ جائیں" تو پھر ان کی امانت ان کو لوٹا دو۔

اگلی ہدایت یہ ہے کہ: ﴿وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا﴾ "اور اپنے عہد کو پورا کرو۔ یقیناً عہد کے بارے میں باز پرس ہو گی" اسلامی معاشرے میں عہد کی پاسداری کا وصف ایک بہت قیمتی قدر ہے۔ ہمارا ایک عہد اللہ کے ساتھ ہے۔ کہ جو شریعت اس نے عطا کی ہے اس کے مطابق زندگی گزاریں گے اور شریعت کو نافذ کریں گے۔ اس کے بارے میں بھی اللہ کے ہاں پوچھ گچھ ہو گی اور جو عہد، معاہدہ ہم ایک دوسرے کے ساتھ کرتے ہیں اس کی باز پرس بھی ہو گی۔ جو آپس میں ہم ایک دوسرے سے عہد کرتے ہیں وہ کئی اقسام کے ہو سکتے ہیں۔ مثلاً کاروباری، تجارتی، سماجی اور معاشرتی۔ ان تمام عہدوں کے بارے میں بھی روز قیامت باز پرس ہو گی: ﴿وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا﴾ "اور پورا کرو پیمانے کو جب تم ناپ کر دینے لگو۔ اور جب تولو تو سیدھی ڈنڈی کے ساتھ۔ یہی تمہارے لئے بہتر ہے اور انجام کار کے اعتبار سے بھی عمدہ ہے"۔

دیکھئے اگر ہمیں اعتماد ہو کہ دکاندار جو تول کر دے رہا ہے یہ پورا تول ہے تو کتنا اطمینان اور سکون ہو گا اور اگر یہ اعتماد نہیں ہے تو ایک خلجان کی کیفیت ہو گی۔ یہ ایک abnormal فضا ہے جو باہمی اعتماد سے محروم ہے لہٰذا اسلامی معاشرے میں سختی سے اس کی بیخ کنی کی جانی چاہئے۔ سورۂ مطففین میں کہا گیا کہ ان کا یہ چھوٹا سا عمل بتا رہا ہے کہ ان لوگوں کا آخرت پر یقین نہیں ہے۔ گویا ناپ تول میں ڈنڈی مارنا ان کے اندر آخرت پر ایمان نہ ہونے کی دلیل ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر اسی جرم کی پاداش میں عذاب استیصال آیا تھا۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ کی نظر میں ناپ تول میں کمی کرنا کس قدر بڑا اور گھناؤنا جرم ہے۔

آگے ایک نہایت اہم ہدایت دی جا رہی ہے جس کا تعلق علم کے فروغ اور معاشرے کے رخ سے ہے۔

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ﴾ "جس شے کے بارے میں تمہارے پاس علم نہیں ہے۔ اس پر اپنے مؤقف کی بنیاد نہ رکھو"۔ اس میں توہمات، ظن، قیاس، زائچہ نویسی، علم نجوم اور پامسٹری وغیرہ کی نفی کی گئی ہے کہ اسلامی معاشرے میں ان چیزوں کی کوئی گنجائش نہیں۔ دراصل یہاں تاکید کی جا رہی ہے کہ اپنے موقف کی بنیاد ٹھوس علم پر رکھو۔ ٹھوس علوم میں ایک علم تو وہ ہے جو مشاہدے اور تجربے سے حاصل ہوتا ہے۔ دوسرا عقل

سندھ میں ریاستی جبر کے نتیجے میں مشرقی پاکستان جیسے حالات پیدا ہو سکتے ہیں

○ حافظ عاکف سعید

خطاب جمعہ کے اختتام پر حافظ عاکف سعید صاحب نے حالات حاضرہ پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ کراچی اور سندھ میں ہڑتالوں کو ناکام بنانے کی خاطر کئے گئے حکومتی اقدامات خوفناک نتائج کے حامل ہوں گے کیونکہ حزب مخالف کی سیاسی جماعتوں کے کارکنوں کی بڑے پیمانے پر گرفتاری اور ان پر تشدد ریاستی جبر کی بدترین مثال ہے، جس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔ کراچی اور سندھ کے رہنے والوں میں اپنے سیاسی حقوق کے حوالے سے احساس محرومی پہلے بھی موجود تھا لیکن حکومت کے موجودہ اوچھے اقدامات کے نتیجے میں وہ کئی گنا بڑھ گیا ہے اور سندھ میں مشرقی پاکستان جیسے حالات پیدا ہونے کا شدید اندیشہ ہے۔ انہوں نے سندھ میں غیر نمائندہ حکومت مسلط کرنے اور پنجاب سے بدنام زمانہ آئی جی کے تقرر پر سخت تشویش کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ غوث علی شاہ کو جو اسمبلی کی نمائندگی بھی نہیں رکھتے اور ہرگز اچھی شہرت کے حامل نہیں ہیں، سارے سیاسی اختیارات دینے کے بعد ۲۰ فصلی بٹیروں پر مشتمل مشاورتی کونسل بنا کر حکومت آخر کس کی آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہتی ہے۔

سندھ میں ریاستی جبر اور جمہوری اقدار کی پامالی کے حوالے سے نواز شریف حکومت سے امریکہ کے اظہار ناراضگی پر تبصرہ کرتے ہوئے نائب امیر نے کہا کہ اسے حکومت کی تبدیلی کا اشارہ بھی قرار دیا جا سکتا ہے اور موجودہ حکومت کو بلیک میل کرنے کا ذریعہ بھی۔ چنانچہ اپوزیشن کا ہوا کھڑا کر کے اجتماعی ہڑتالوں اور ریلیوں کے حوالے سے امریکہ موجودہ حکومت پر سی ٹی بی ٹی کیلئے دباؤ بڑھانا چاہتا ہے۔ اس لئے کہ نواز شریف ہوں یا بے نظیر سب جانتے ہیں کہ ان کی حکومت امریکہ کی آشیرباد کی بنیاد پر ہی قائم رہ سکتی ہے۔ دوسری طرف امریکہ کی بھی یہ مجبوری ہے کہ پاکستانی عوام کے ردعمل کو دیکھ کر اسے چہرہ بدلنے کا فیصلہ کرنا پڑتا ہے۔ حافظ عاکف سعید نے کہا کہ نواز شریف حکومت نے اپنا قبلہ واشنگٹن کو بنایا ہے اور اب ان کا ملجا و ماویٰ امریکی صدر ہیں۔ چنانچہ وہ امریکہ کے وائسرائے کے طور پر امریکی پالیسیوں کو یہاں نافذ کر رہے ہیں۔ تاہم ان کا انجام بھی بے نظیر سے مختلف نہیں ہو گا۔ نواز شریف بھی جلد ہی بے نظیر کی طرح عوام میں نفرت کا نشان بن جائیں گے اور انہیں بھی حرف غلط کی طرح اقتدار کے ایوانوں سے بے دخل کر دیا جائے گا۔ ہاں اگر نواز شریف اللہ کا دامن تھام لیں اور دین کے وفادار بن جائیں تو صورت حال بدل سکتی ہے۔

یعنی Reasoning سے حاصل ہونے والا علم ہے۔ تیسرا اور سب سے زیادہ یقینی اور قابل اعتبار "علم بالوحی" ہے۔ ان تین علوم کے سوا دیگر تمام علوم بے اصل ہیں اور ان کی حیثیت قیاس آرائیوں سے زیادہ نہیں۔ اگر ان کے اندر کوئی جزوی حقیقت ہے بھی تو اسلامی معاشرے میں ان کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ان ظنی علوم کی شناعت میں یہاں تک حضور ﷺ کے الفاظ آتے ہیں کہ "اگر کسی نے کسی کاہن کی بات کی تصدیق کی تو اس نے کفر کیا اس شے کا جو میں لے کر آیا ہوں"۔ اسی طرح عملیات' جادو ٹونے میں بھی کچھ حقیقت ہے لیکن جادو ٹونا کرنا کفر اور شرک کے مترادف ہے۔

﴿ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ﴾ روز قیامت اس بات کی پوچھ گچھ ہوگی کہ سماعت' بصارت' اور سوچنے سمجھنے کی جو صلاحیت دی تھی ان کو استعمال کیا تھا یا ان کو تالا لگا کر توہمات میں پڑ گئے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ پوری دنیا توہمات میں پڑی ہوئی تھی۔ اسلام نے دنیا کو اس جہالت سے نکالا ہے۔ پچھلے دو تین سو سالوں کے دوران سائنس کی جو ترقی مغرب میں ہوئی ہے اس کا راستہ اسلام ہی نے دکھایا تھا۔

آگے فرمایا۔ ﴿ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ﴾ "زمین پر اکڑ کر نہ چلو"۔ یہاں تکبر کی نفی ہے۔ تکبر' غرور کوئی پسندیدہ اعمال نہیں ہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ جو شخص تکبر اور غرور میں مبتلا ہوتا ہے وہ اپنے آپ کو کچھ سمجھتا ہے لیکن دیکھنے والے اس کے بارے میں کبھی اچھی رائے قائم نہیں کرتے۔ اسلامی ریاست میں تکبر اور غرور کی ہر سطح پر حوصلہ شکنی ہونی چاہئے۔ چنانچہ فرمایا :

﴿ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴾ "تم زمین کو پھاڑ نہیں سکتے اور نہ ہی پہاڑوں کی بلندی کو پہنچ سکتے ہو"۔

کوئی شخص تکبر کے باعث زمین میں پاؤں مار کر اور خواہ کتنا ہی اکڑ کر چل رہا ہو وہ زمین کو پھاڑ سکتا ہے نہ پہاڑوں کی بلندی کو چھو سکتا ہے۔ تم اپنی اصل حقیقت اور حیثیت کو پہچانو۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان کے اندر جتنا علم اور ایمان بڑھے گا' اسی قدر اس میں تواضع اور انکساری پیدا ہو گی۔ تکبر اس بات کی علامت ہے کہ انسان جاہل ہے' اپنی حقیقت سے ناآشنا ہے' اور خود فریبی و غلط فہمی کا شکار ہے۔

اسلامی معاشرے کے یہ سارے رہنما اصول بتا کے آگے فرمایا ﴿ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴾ یعنی اوپر جن اعمال سے منع کیا گیا ہے ان سب کے اندر جو برائی کا پہلو ہے وہ تمہارے رب کو انتہائی ناپسند ہے۔ یہاں اشارہ کیا جا رہا ہے کہ انسان برائیوں سے کیوں بچے؟ اگرچہ اس میں ہر اعتبار سے انسان کا اپنا بھلا ہے۔ تاہم ایک مومن کا طرز عمل یہ ہونا چاہئے کہ مجھے اس برائی سے بچنا ہے کیونکہ میرے رب کو یہ ناپسند ہے۔

﴿ ذٰلِكَ مِمَّاۤ اَوْحٰۤى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ﴾ "یہ وہ حکمت کی باتیں ہیں جو آپؐ کے رب نے آپؐ کی جانب وحی کی ہیں"۔ انہیں حکمت کیوں کہا گیا' اس لئے کہ یہ اصول انسان اپنے ذہن سے خود نہیں تراش سکتا۔ یہ اصول وہی ہستی ہمیں عطا کر سکتی ہے جو سب انسانوں کی خالق ہے' مالک ہے' رازق ہے اور جو سب انسانوں کی ضروریات جذبات' میلانات اور نفسیات سے واقف ہے۔ صرف وہی ہستی ایسے عادلانہ اصول دے سکتی ہے جو مبنی بر انصاف ہوں۔ یہ حکمت کی باتیں ہیں جو وحی کے ذریعے ہی معلوم ہو سکتی ہیں۔

﴿ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴾ آخر میں پھر اسلامی معاشرے کے اصل الاصول یعنی توحید کا ذکر ہے کہ دیکھو اللہ کے سوا کسی اور کو اپنا معبود مت بنانا کیونکہ اگر شرک میں مبتلا ہو گئے تو ملامت زدہ ہو کر اور دھکے دے کر جہنم رسید کئے جاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ان اصولوں کے مطابق واقعتاً ایک اسلامی معاشرہ تشکیل دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ کیونکہ کہنے کو تو ہمارا معاشرہ مسلمانوں کا معاشرہ ہے لیکن ہم بحیثیت قوم ان اصولوں سے کوسوں دور ہیں۔ اور ایک لمبی مسافت ہے جو ہمیں ان قرآنی تعلیمات تک پہنچنے کے لئے طے کرنی ہے۔ OO

اہم اعلان

الحمد للہ ـــــ حسب اعلان ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس کا آغاز یکم ستمبر سے ہو گیا ہے۔ کورس کے حوالے سے سابقہ فیصلے میں ترمیم کرتے ہوئے اس کورس میں اس سال بھی خواتین کی شمولیت کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ کورس میں شرکت کی خواہش مند خواتین فوری رابطہ کریں۔

المعلن : ناظم کالج فون: 3-586950

تہذیب و ثقافت تری عظمت کا حوالہ

ـــــ شبیر بخاری ـــــ

هر سمت ترے جلوۂ تاباں کا اجالا! یا سید والاؐ !
ادیانِ زمانہ سے ترا دین نرالا! یا سید والاؐ !
ہر مرحلۂ شوق میں وردِ سحر و شام ہر لب پہ ترا نام
آفاق کی مخلوق جپے ہے تری مالا یا سید والاؐ !
اللہ کے انوار سے روشن ہیں دو عالم مہر و مہ و انجم
وہ نیرِ توحید ہے اوہام سے بالا! یا سید والاؐ !
ہر محفلِ ہستی میں محبت ترا پیغام رحمت تیرا پیغام
اعجاز ہے اک سانچے میں ہر ذہن کو ڈھالا! یا سید والاؐ !
ہر آن نمایاں ترا ایمان تیرا ایقان اے رحمتِ رحمان
ہر لحظہ ہے افروز تیرے چاند کا ہالہ یا سید والاؐ !
انسان کو انسان کی تعظیم سکھائی کی عام بھلائی
معیارِ صداقت ہے تری گود کا پالا یا سید والاؐ !
انساں کے لئے علم کی تحصیل ہے لازم ہو مرد یا ہو زن
تہذیب و ثقافت تری عظمت کا حوالہ یا سید والاؐ !

تجزیہ نگار کے نقطہ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

حکومت بمقابلہ اپوزیشن

مرزا ایوب بیگ کا تجزیہ

حکومت اور اپوزیشن کے درمیان میچ میں تیزی آچکی ہے۔ آج سے کچھ عرصہ پہلے تک صورتحال مکمل طور پر حکومت کے کنٹرول میں تھی۔ اپوزیشن کی بڑی پارٹی یعنی پاکستان پیپلزپارٹی کی قیادت پر حکومتی میڈیا ٹیم نے اتنے موثر اور منظم انداز سے کرپشن کے الزامات کی بوچھاڑ کی تھی کہ وہ کرپشن کا سمبل بن چکے تھے۔ عوامی حلقوں میں ان کی کرپشن کے قصے ہر کس و ناکس کی زبان پر تھے اور اپوزیشن لیڈر محترمہ بے نظیر بھٹو اپنی اور اپنے شوہر نامدار کی صفائیاں پیش کرنے میں مصروف رہتی تھیں۔ باقی ماندہ اپوزیشن کا حال یہ تھا کہ وہ اپنی موجودگی کا کسی طرح بھی احساس دلانے میں بری طرح ناکام ہو چکی تھی یعنی عوام میں مقبولیت اور شہرت کے حوالے سے بڑی آسانی سے یہ تبصرہ کیا جاسکتا تھا کہ "No Match"۔ لیکن اس کی وجہ یہ بھی نہیں تھی کہ عوام موجودہ حکومت کی کارکردگی سے مطمئن تھے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ پاکستانی عوام نے اس معاملے میں بڑے پختہ سیاسی شعور کا مظاہرہ کیا ہے۔ وہ ایک ایسی حکومت کو جسے انہوں نے بھاری اکثریت سے کامیاب کرایا تھا پورا پورا موقع دینا چاہتے تھے۔ وہ میاں نواز شریف کی پہلی نشری تقریر کو ذہن میں رکھتے ہوئے دو سال تک حرف شکایت زبان پر نہ لائے۔ انہیں امید تھی کہ میاں نواز شریف جو ایک کاروباری خاندان سے تعلق رکھتے ہیں پاکستان کی زوال پذیر معیشت کو استحکام دیں گے۔ ملک میں وسیع پیمانے پر سرمایہ کاری کے مواقع فراہم کریں گے جس سے عوام کو روزگار مہیا ہو گا۔ کاروبار میں عمومی طور پر بہتری پیدا ہو گی اور کساد بازاری سے نجات حاصل ہو گی۔ تاجر طبقہ جس نے نواز بے نظیر جنگ میں نواز شریف کے ہراول دستے کا رول ادا کیا تھا وہ نواز شریف سے بہت زیادہ توقعات وابستہ کر بیٹھا تھا کہ ٹیکسوں کی بھرمار اور محکموں کی چیرہ دستیوں سے نجات حاصل ہو گی۔ ان کا خیال تھا کہ چونکہ میاں نواز شریف خود ایک کاروباری کی حیثیت سے ان مشکلات کو سمجھتے ہیں لہٰذا وہ یقیناً ہمارے مسائل حل کرنے میں کامیاب ہوں گے۔ پھر یہ کہ بے نظیر دور میں ہر موقع پر وہ تاجروں اور دوکانداروں کے شانہ بشانہ نظر آتے تھے لہٰذا تاجر حضرات میاں نواز شریف کی حکومت کو اپنی حکومت تصور کرنے لگے۔

پاکستان کے عوام روزگار کے بعد جس چیز کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں وہ ہے جرأت مندی اور بہادری۔ چاہے وہ بڑھک بازی کی حد تک ہی کیوں نہ ہو۔ وہ بزدلی اور پسپائی سے نفرت کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ذوالفقار علی بھٹو کے روٹی، کپڑا اور مکان کے نعرہ کے بعد جس نعرہ کو بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی وہ بھارت سے ہزار سال تک جنگ لڑنے کا نعرہ تھا۔ پنجاب کے وزیراعلیٰ کی حیثیت سے میاں نواز شریف جب مرکز کے خلاف میدانِ جنگ میں کودے تو خاص طور پر پنجابیوں کی طرف سے ایسے نعرے سننے میں آتے تھے "او جی رکھ جواناں تینوں ستے خیراں نے" (اے بہادر شخص ڈٹ جاؤ تمہیں کوئی گزند نہیں پہنچ سکتا) زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں گزشتہ سال مئی میں جب بھارت کے ایٹمی دھماکوں کے جواب میں پاکستان نے چھ ایٹمی دھماکے کئے تو میاں نواز شریف کی مقبولیت یکدم عروج پر پہنچ گئی حالانکہ معاشی اور سماجی سطح پر عوام کوئی تبدیلی یا بہتری محسوس نہیں کر رہے تھے۔ کشکول توڑنے کے نعرہ کو بھی عوام نے معاشی لحاظ سے کم اور جرأت مندی اور بہادری کے حوالے سے زیادہ پسند کیا۔ عوام نے اس نعرہ سے یہ تاثر لیا کہ نواز شریف عالمی مالیاتی اداروں سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کریں گے اور پاکستانی عوام کا خون نچوڑنے والی سکیموں اور تجویزوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے جس سے یہ ادارے پاکستان میں من مانی کاروائیاں نہیں کر سکیں گے۔ عوام کا خیال تھا کہ سابقہ حکومت کی کرپشن کا واویلا کرنے والے نواز شریف ملک سے اگر کرپشن کا مکمل خاتمہ نہ بھی کر سکے تو اس کو محدود کرنے میں یقیناً کامیاب ہو جائیں گے۔ نواز شریف کے سپورٹرز کو اگرچہ ان کا ایم کیو ایم اور اے این پی سے محبت کی پینگیں بڑھانا ایک نظر نہیں بھاتا تھا لیکن جب ان کے سامنے اس کی یہ توجیہ کی جاتی تھی کہ اصل مقصد یہ ہے کہ ایم کیو ایم کے تخریب کاروں اور اے این پی کے انتہا پسندوں کو قومی دھارے میں شامل کیا جائے تو وہ نہ صرف مطمئن ہو جاتے تھے بلکہ اسے سعی لاحاصل سمجھتے ہوئے بھی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ یہ تھیں وہ سب وجوہات جن کی بنا پر عوام نے نواز شریف کو بھاری اکثریت سے کامیاب بھی کروایا اور اڑھائی سال سے ان کی حکومت سے تعاون بھی چل رہا تھا اور وہ اپوزیشن کو قطعاً کوئی لفٹ نہیں کروا رہے تھے۔

لیکن جس کسی نے کہا ہے بالکل درست کہا ہے کہ نواز شریف کو کمزور اور غیر مقبول کرنے کے لئے اپوزیشن تو کچھ نہیں کر سکی البتہ وہ خود اور ان کے نااہل حواریوں نے نہ صرف اپنی پوزیشن عوام میں خراب کی ہے بلکہ اپوزیشن کے تن مردہ میں بھی جان ڈال دی ہے۔ لہٰذا جس میچ میں تیزی آنے کا راقم نے آغاز میں ذکر کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ قوم کی توقعات نہ اقتصادی حوالے سے پوری ہوئیں نہ کرپشن میں کوئی قابل ذکر کمی واقع ہوئی۔ سانحہ کارگل اور اس کے نتیجے میں ہونے والے اعلان واشنگٹن نے عوام کو سخت مایوس بلکہ حکمرانوں کی طرف سے بدگمان کر دیا۔ دوسری طرف اپوزیشن حالات سے فائدہ اٹھانے کے لئے آگے بڑھی اور وہ اپوزیشن جو بری طرح منتشر تھی "نواز ہٹاؤ" کے ایک نکاتی ایجنڈے پر متحد ہونا شروع ہوئی۔ ڈاکٹر طاہر القادری جو عوامی اتحاد سے اس لئے الگ ہوئے تھے کہ وہ نواز ہٹاؤ کے ایک نکاتی ایجنڈے کو مثبت نہیں بلکہ منفی رویہ سمجھتے تھے، خود ایک نکاتی ایجنڈے کے مبلغ بن کر میدان میں اترے اور بات گرینڈ الائنس کی طرف بڑھنے لگی۔ جماعت اسلامی، ایم کیو ایم اور اے این پی فی الحال اس الائنس سے دور تھیں لیکن تازہ ترین اطلاعات کے مطابق جماعت اسلامی کے سوا دوسری دونوں جماعتیں ایک نکاتی ایجنڈے کے حوالے سے گرینڈ الائنس کا حصہ بننے پر رضامند ہو گئی ہیں۔ جماعت اسلامی ابھی تک اس نکتے پر اصرار کر رہی تھی کہ نواز کو ہٹانے کے بعد کس کو لایا جائے، پہلے یہ طے کیا جائے۔ اب اس نے دل کی بات کھول کر بیان کر دی ہے اور گرینڈ الائنس کا حصہ بننے کی یہ شرط رکھی ہے کہ گرینڈ الائنس کا ایک نکاتی ایجنڈا یہ ہونا چاہئے "نواز ہٹاؤ قاضی لاؤ"۔ جماعت اسلامی نے واضح طور پر مطالبہ کیا ہے کہ قاضی حسین احمد کو اگلا وزیراعظم نامزد کیا جائے۔ فی الحال اپوزیشن اتحاد نے جماعت اسلامی کے اس مطالبے کو رد کر دیا ہے۔ جماعت اسلامی نے عوام کو سڑکوں پر لانے کے

معاملے میں بھی پہل کی اور حکومت کے خلاف ملین مارچ کا اعلان کیا۔ یقیناً حکومت کے خلاف یہ سب سے بڑا مظاہرہ تھا۔ تمام نشریاتی ذرائع نے اسے ایک بہت بڑا منظم اور کامیاب مظاہرہ قرار دیا۔ یکم ستمبر کو متحدہ اپوزیشن نے بھی حکومت کے خلاف ایک زبردست ریلی نکالی اگرچہ متحدہ اپوزیشن بھی لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد سڑکوں پر لانے میں کامیاب ہو گئی لیکن یہ بات بلاخوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ جماعت اسلامی اکیلی نسبتاً طاقت کا زیادہ اور بڑا مظاہرہ کرنے میں کامیاب ہوئی۔

۴ ستمبر کو جی ایس ٹی کے خلاف تاجروں نے ہڑتال کا اعلان کیا تو اپوزیشن نے فوراً اس ہڑتال کو اچک لیا اور اسے اپوزیشن کی ہڑتال بنا ڈالا۔ اس موقع پر حکومت نے بدترین بدحواسی کا مظاہرہ کیا اور اس نے "ہڑتال نہیں ہونے دیں گے' ہڑتال نہیں ہونے دیں گے" اتنا زیادہ اور بلند آواز میں کہنا شروع کیا کہ ہڑتال سے لاتعلق لوگ بھی چوکنے ہو گئے اور ہڑتال کو حکومت اور اپوزیشن کے درمیان ایک مقابلہ سمجھا جانے لگا۔ یہ ہڑتال پنجاب میں جزوی اور باقی تین صوبوں میں مکمل طور پر ہوئی۔ خصوصاً سندھ میں حکومت کے تمام دعوے غلط ثابت ہوئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مشیر اعلیٰ اور مشاورتی کونسل کے سوا تمام دیہی اور شہری سندھ اپوزیشن سے متعلق ہو گیا ہے۔

حکمران مسلم لیگ اندرونی طور پر بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ میاں اظہر نے ایک بار پھر کارکنوں کی محرومیوں کے حوالے سے اپنی قیادت کو للکارا ہے۔ ایک بار پھر اپنی حکومت سے مایوس کارکن ان کے گرد جمع ہوئے ہیں۔ اس مرتبہ تعلقات کی خرابی پوائنٹ آف نو ریٹرن تک جا پہنچی ہے۔ بڑے میاں صاحب کے پیغامات کا بھی میاں اظہر پر کوئی اثر نہیں ہو رہا۔ اپوزیشن حکومت کی ان تمام خامیوں اور کوتاہیوں سے بھرپور فائدہ اٹھا رہی ہے۔ اگرچہ پارلیمنٹ کے اندر اس کا وجود نہ ہونے کے برابر ہے لیکن پارلیمنٹ سے باہر اپوزیشن نے خود کو نہ صرف متحد کیا ہے بلکہ مشترکہ قیادت کے تصور کو اپنا کر انہوں نے قیادت کے بحران پر بھی کسی قدر قابو پا لیا ہے۔ جماعت اسلامی کا الگ رہنا اگرچہ ظاہری طور پر اپوزیشن کے لئے نقصان دہ نظر آتا ہے لیکن یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ چیز بھی حکومت کو کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں پہنچا سکے گی۔ جماعت چونکہ عوامی طاقت کے اظہار کے حوالے سے متحدہ اپوزیشن سے کسی طرح کم دکھائی نہیں دے رہی اور نواز دشمنی میں دونوں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر رہے ہیں لہٰذا حکومت پر دو طرفہ حملے ہوں گے۔ کبھی اسے متحدہ اپوزیشن کی ریلیوں اور مظاہروں سے نمٹنا پڑے گا اور کبھی جماعت کے مظاہرے اور احتجاج سے۔ اس سے اندرون ملک اور بیرون ملک حکومت کا تاثر مزید بگڑ جائے گا۔

اعلان واشنگٹن کے بعد یہ تاثر عام تھا کہ امریکی صدر کلنٹن ہر سطح پر اپنے دوست نواز شریف کی پشت پناہی کریں گے' لیکن سندھ میں پکڑ دھکڑ پر امریکہ کے اظہار تشویش نے اس تاثر کی بھی نفی کر دی۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ہماری وزارت خارجہ نے بڑے دھڑلے سے اعلان کیا کہ سندھ میں گرفتاریوں پر امریکی تشویش کی خبر بالکل بے بنیاد اور من گھڑت ہے۔ امریکہ نے ایسی کسی تشویش کا اظہار نہیں کیا۔ اگلے ہی دن امریکی وزارت خارجہ نے اس تردید کی پرزور تردید کی اور کہا کہ ہم نے سندھ میں گرفتاریوں پر اظہار تشویش کیا تھا۔ یہ جمہوری اصولوں اور بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔

تاریخ ہر جگہ اپنے آپ کو دہراتی ہو گی لیکن پاکستان میں زیادہ تیزی اور زیادہ مشابہت سے دہراتی ہے۔ امریکہ پاکستان میں کسی کی پشت پر دست شفقت رکھتا ہے۔ اسے حکومت دلانے میں مدد کرتا ہے۔ پھر اپنے مفادات کے تحت اس سے ایسے کام لیتا ہے جس سے عوام اور اس کے اتحادی اس سے دور ہوتے جاتے ہیں۔ جب وہ اپنے ہی ملک میں الگ تھلگ اور تنہا ہو جاتا ہے تو اس کا اپنے اقتدار کے لئے انحصار کلیتاً امریکہ پر ہو جاتا ہے۔ امریکہ جب تک ضروری محسوس کرتا ہے اسے اپنے مفادات کے مطابق استعمال کرتا ہے۔ پھر جب یہ کٹھ پتلی حاکم ذرا بھی چوں چرا کرتا ہے تو اس کے پاؤں تلے سے سیڑھی کھینچ لیتا ہے۔ اپوزیشن اسے اپنی کامیابی قرار دیتی ہے۔ کھیل پھر آغاز سے شروع ہو جاتا ہے۔ صدر ایوب کے مارشل لاء کو مکمل امریکی تائید حاصل تھی۔ وہ امریکی خواہشات کے تابع رہے لیکن ایڈ کو قرض کہنے اور ملک کو Industrilise کرنے کے معاملے میں ان سے حکم عدولی ہوئی اور وہ چلتے کئے گئے۔ بھٹو لائے گئے۔ وہ امریکی پلان کے مطابق سوشلزم کا بیڑہ غرق کر رہے تھے۔ لیکن وہ مسلم اتحاد اور ایٹمی قوت حاصل کرنے کے چکر میں پھانسی کے پھندے تک پہنچ گئے۔ ضیاء کو بڑے چاؤ اور پرجوش انداز میں لایا گیا۔ امریکہ اپنے پلان کے مطابق سویت یونین آف سوشلسٹ ریپبلک کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے میں کامیاب ہوا۔ اس کار خیر کے لئے ضیاء نے پاکستان کا کاندھا پیش کیا لیکن وہ افغانستان میں اسلامی حکومت کے خواب دیکھنے لگے لہٰذا فضا میں تحلیل کر دیئے گئے۔ بے نظیر لائی گئیں' ان کے ذریعے بجلی کے معاہدے کروا کر پاکستان کی معیشت پر ایسی کاری ضرب لگائی گئی کہ اس کا جانبر ہونا ناممکن نہیں تو انتہائی دشوار نظر آتا ہے۔ وہ اپنی حماقتوں اور شوہر نامدار کی کارگزاریوں سے ایسی غیر مقبول ہوئیں کہ امریکہ کے کام کی نہ رہیں۔ جبکہ نیو ورلڈ آرڈر کی تکمیل اور سی ٹی بی ٹی پر دستخطوں کے لئے ایک مقبول لیڈر کی ضرورت تھی۔ نواز شریف نے اپنی خدمات پیش کیں جو قبول کر لی گئیں۔ آج تک یہی ہوتا رہا کہ ہمارا ہر حاکم اپنے عوام کے مقابلے میں امریکہ خواہشات کا تابع رہا۔ وہ امریکی سہارے کو اپنے اقتدار کے لئے کافی سمجھتا۔ لیکن ایک وقت آتا ہے جب وہ امریکی مطالبوں سے تنگ آ کر اپنے عوام کی طرف واپس لوٹنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ اپوزیشن کو بھی سمجھانے کی کوشش کرتا ہے لیکن امریکی کبھی اتنے بے وقوف ثابت نہیں ہوئے۔ وہ عوام سے اس کو بہت دور کر چکے ہوتے ہیں اور اپوزیشن کے لئے سنہرا جال بچھانا ان کے بائیں ہاتھ کا کمال ہے۔ البتہ نواز شریف تمام سابق حکمرانوں سے اس لحاظ سے مختلف ہیں کہ وہ کاروباری ہیں۔ ہر وقت میزان ان کے سامنے رہتا ہے۔ وہ نقصان کا سودا کرنا نہیں جانتے۔ وہ قوت سے ٹکرانا حماقت سمجھتے ہیں' لیکن ان کے لئے مصیبت یہ بن گئی ہے کہ وہ دو قوتوں کے درمیان آگئے ہیں۔ ایک طرف فوج ہے دوسری طرف امریکہ' جائیں تو جائیں کہاں والا معاملہ ہے۔ اب تک انہوں نے امریکہ ہی کی طرف قدم بڑھائے ہیں' لیکن وہ فوج کو کس حد تک ناراض کر سکیں گے؟

امریکہ ایک مست ہاتھی ہے اور اپنے راستے کی رکاوٹ پسند نہیں کرتا۔ وہ نیو ورلڈ آرڈر کی تکمیل چاہتا ہے اور سی ٹی بی ٹی پر پاکستان کے دستخط حاصل کرنا چاہتا ہے۔ پاکستان کی فوج سی ٹی بی ٹی پر دستخطوں کو اپنے لئے بلیک وارنٹ سمجھتی ہے۔ اس پس منظر میں اب حکومت اپوزیشن میچ میں مزید تیزی آئے گی۔ ہارڈ ہٹنگ تو ہو گی ہی کلین بولڈ ہونے کے بھی خاصے امکانات ہیں۔

قرآن کالج آف آرٹس اینڈ سائنس

نیو گارڈن ٹاؤن لاہور میں I.Com., ICS., F.A میں لیٹ فیس کے ساتھ

20 ستمبر تک داخلے جاری ہیں

☆ قرآن کالج فار گرلز میں بھی داخلے ابھی جاری ہیں۔ ☆ دونوں درس گاہوں میں تدریس کا آغاز یکم ستمبر سے ہو چکا ہے۔ ☆ داخلہ کے خواہش مند طلبہ اور طالبات فوراً رجوع کریں۔

المعلن : ناظم قرآن کالج فون : 03-5869501

اکیسویں صدی آپ کا تعارف مانگتی ہے

تحریر : افشاں نوید، کراچی

یہ لمحہ لمحہ سکڑتی ہوئی دنیا' ہر گھڑی ہر آن سمٹتے ہوئے فاصلے' ایک "گلوبل ولیج" کے تصور کی جانب بڑھتی ہوئی دنیا۔ جہاں اعلیٰ اخلاقی اقدار و روایات' روحانی بالیدگی' وسیع النظری سب کی قیمت لگ چکی ہے۔ اربوں انسانوں کا یہ اژدھام آپ سے آپ کی شناخت مانگتا ہے؟ دنیا کے سامنے اپنا تعارف آپ کس حیثیت سے کرائیں گے؟

سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدانوں میں وہ ہمیں بہت پیچھے چھوڑ چکے ہیں۔ آداب و فنون میں "وہ" دنیا کے سامنے ہم سے زیادہ آگاہ ہیں۔

اعلیٰ صنعتی پیداوار کے سلسلے میں ہم اپنے اعداد و شمار پیش کریں گے تو ہمارے اعداد و شمار بہت کم وزن ہیں بہت ہلکے ہیں۔ ان کے آگے اقوام عالم کے سر جھکے ہوئے ہیں' آپ کی اعلیٰ صنعتی پیداوار پر ان کے بازار پٹ جائیں اور ان کی پیداوار پر آپ کی پیداوار چھا جائے' یہ اکیسویں صدی کا محض سہانا خواب ہو گا۔

کیا آپ کے پاس تعارف کے لئے اقتصادی اور تنظیمی نظام ہائے حیات ہیں۔ جان رکھئے زمین پہلے ہی بے شمار فلسفوں' مسلکوں اور زمینی نظام ہائے حیات سے بھری پڑی ہے اور ان سب کا نتیجہ انسانیت کی بدبختی کی صورت میں ہی نکلا ہے......!

اکیسویں صدی کی دہلیز پر انسانیت کے سامنے اپنے تعارف کے لئے آخر کیا چیز آپ پیش کریں گے کہ آپ کی سبقت' برتری اور امتیاز کا اہل عالم اعتراف کریں......!!

صنعت و حرفت' زراعت اور مادی ترقی بلاشبہ ان کے پاس ہے لیکن آپ کے پاس ایک عظیم پیغام ہے۔ ایک منفرد نظام زندگی جس کی نظیر دنیا میں کہیں نہیں۔ ایک نعمت' عظیم الشان نعمت جس کے لئے اللہ نے آپ کو چنا اور دنیا کی دوسری تمام قوموں پر فضیلت بخشی۔ جس پیغام کے ذریعے اللہ نے ایک بار پوری انسانیت کو نجات عطا کی اور جس کی انسانیت آج سب سے زیادہ محتاج ہے۔ کیونکہ آج انسانیت' بدبختی و شقاوت' حیرانی و سرگردانی' اضطراب و تہی دستی کے عمیق کھڈ میں گرتی ہی چلی جا رہی ہے۔ یہ عظیم الشان نعمت جو چودہ سو برس سے آپ کے پاس ہے اور جس عظیم خزانے کی اہمیت کا خود آپ کو احساس نہیں۔ اگر اس خزانے کو دنیا کے سامنے اس کے حسن اور خوبصورتی کے ساتھ پیش کیا جائے تو یہ زمانے کی نظروں کو خیرہ کر دے۔ انہیں اپنی جانب متوجہ کرے' تنہا یہی وہ Identity ہے جو زمانہ قدیم میں جب انسانیت کے سامنے پیش کی گئی تو بنی آدم کے سران کے سامنے جھک گئے اور جسے آج بھی ہم پیش کریں تو امن و سکون کی متلاشی یہ دنیا جان لے کہ خلاصی اور نجات اور حقیقی امن و سکون ہے تو اس پیغام میں ہے۔

بڑی قومیں اپنے نصب العین سے پہچانی جاتی ہیں۔ ہر بڑی قوم کے پاس ایک بڑا پیغام ہوتا ہے اور سب سے بڑی قوم وہ ہے جس کے پاس سب سے بڑا پیغام ہو جو سب سے عظیم نظام زندگی کو پیش کر سکے۔ اور جو بلند ترین آئیڈیالوجی اور بلند ترین ملک کے لحاظ سے اقوام عالم میں منفرد ہو۔ ممتاز ہو۔

لیکن افسوس کہ اس عظیم ترین ذخیرۂ نعمت کے ہم اس درجہ قدردان نہیں۔ مادی ترقی و آسائش دنیا کا حصول ہو یا نیو ورلڈ آرڈر کی جانب تیزی سے بڑھتے ہوئے قدم' ہمیں اس پیغام کی حقیقی قدر و قیمت سے منحرف و محروم کر رہے ہیں۔ زبانوں سے لاحول ولا قوۃ کا ورد کرتے رہنے کے باوجود عملی طور پر ہم نے اپنی معیشت و معاشرت' تہذیب و ثقافت' اقدار و روایات سب کچھ آہستہ آہستہ شیطان اور اس کے حیلوں کے حوالے کر دیا حالانکہ اپنے رب کی طرف سے ہم اس بات کے مکلف تھے کہ دنیا میں ہمارے بھیجنے کا مقصد اور اس زمین پر ہمارا یہ مقصد وجود ہی ہمارے پیغام کا علمبردار ہوتا۔

آج اکیسویں صدی کی دہلیز پر ہمیں اپنے تعارف کے لئے سوچنا ہو گا۔ کیونکہ دیگر فروعی میدانوں میں Genius افراد سے دنیا کھچا کھچ بھری ہوئی ہے اور اب انسانیت کی متلاشی اور مضطرب نگاہوں کو نہ ایسے افراد کی ضرورت ہے نہ ان کا انتظار۔ آج انسانیت کو صرف اس پیغام کی ضرورت ہے جو ہمارے پاس ہے۔ اور نئی صدی ہمارے حوصلوں اور ظرف کا امتحان ہے کہ ہم نے اس پیغام کو کیسے اور کس طرح انسانیت کے سامنے پیش کیا۔ تنہا یہی پیغام دنیا میں ہماری شناخت:...ہمارا تعارف بن سکتا ہے۔

(بشکریہ : خواتین میگزین لاہور)

امیر تنظیم کی پاکستان مراجعت

امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت پاکستان محترم ڈاکٹر اسرار احمد اپنے قریباً ایک ماہ پر محیط بیرون ملک دورے سے وطن واپس تشریف لے آئے۔ وہ تنظیم اسلامی نارتھ امریکہ کے سالانہ کونشن میں شرکت کیلئے امریکہ تشریف لے گئے تھے۔ اس بار کونشن شکاگو میں ہوا۔ اس کونشن اور دورے کی رپورٹ ان شاء اللہ آئندہ شمارہ میں ہدیہ قارئین کی جائیگی۔ (ادارہ)

فلسفہ و تصوف کے بلند ترین علمی موضوعات پر' جو انتہائی نازک اور عمیق بھی ہیں

امیر تنظیم اسلامی **ڈاکٹر اسرار احمد** مدظلہ کی تالیف

ایجاد و ابداعِ عالم سے عالمی نظامِ خلافت تک

تنزل اور اِرتقاء کے مراحل

چھپ کر آ گئی ہے : قیمت : 20 روپے ○ عمدہ طباعت ○ صفحات : 60

ملنے کا پتہ

مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

قرآن اکیڈمی' 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور فون : 3-5869501 فیکس : 5834000

نامے میرے نام

واجب الاحترام جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب
امیر تنظیم اسلامی پاکستان
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رب العالمین سے قوی امید ہے کہ آپ کی صحت ٹھیک ہو گی اور آپ ہر طرح خیریت سے ہوں گے۔ رب کائنات سے میں اور میری طرح بے شمار لوگ آپ کی صحت و درازیٔ عمر کے لئے دعا کرتے ہیں اور کیوں نہ کریں کہ آپ جیسے عالم باعمل و باکردار عالم کی اس دنیا میں بہت ضرورت ہے۔ آپ کی تقاریر میرے پاس ہیں۔ الھدیٰ کورس کر رہا ہوں۔ تقاریر سن کر تو ایسے لگتا ہے کہ ایمان تازہ ہو گیا۔ یقیناً آپ کا انداز نرالا ہے۔

میں آپ کو پہلی دفعہ خط لکھ رہا ہوں اور کئی دن سے سوچ رہا تھا کہ لکھوں یا نہ لکھوں، ہمت نہیں ہو رہی تھی۔
میری عمر ۲۵ سال اور گورنمنٹ سکول میں ٹیچر ہوں۔ سروس کرتے ۶ سال ہو گئے ہیں۔ محکمہ تعلیم میں رشوت ستانی بہت ہے۔ Appointment بھی غلط طریقہ سے کی تھی۔ میرا دل مطمئن نہیں ہے۔ رب کائنات سے ہر وقت خصوصاً سوتے وقت رزق حلال کی دعا کر کے سوتا ہوں۔ میں آپ سے ایک مشورہ کرنا چاہتا ہوں۔ اس سلسلے میں جون میں لاہور بھی آیا تھا۔ ۲ دن آپ کے مرکز میں رہا لیکن شرفِ ملاقات نصیب نہ ہو سکا۔ میں چاہتا ہوں کہ حلال کمائی کی سروس ملے چاہے وہ پرائیویٹ ہی کیوں نہ ہو۔ ابھی میرا ۱۶ سکیل بن رہا ہے جس کے لئے رشوت مانگ رہے ہیں لیکن میرا دل نہیں مان رہا۔ میرا ایمان ہے کہ رب کائنات نے میرے لئے جو رزق مقرر فرمایا ہے وہ مجھے مل کر رہے گا۔ سورۂ تغابن پر آپ کے درس میں آپ کے فرمائے ہوئے الفاظ کہ "جو رب کرے سو ہو، جو رب کرے سو ہو" میں دہراتا رہتا ہوں۔ میں نے قرآن بھی حفظ کیا لیکن بدنصیبی سے وہ بھول رہا ہوں۔ اللہ کرے مجھے ایسی اسلامی زندگی نصیب ہو کہ جس میں اسلام ہی اسلام ہو۔ ایسا ماحول نصیب ہو تو اس کے لئے قربانی بھی دی جا سکتی ہے، تاکہ حیات اخروی بہتر ہو جائے۔

نیاز مند

حافظ مشتاق احمد شیخ
کاکڑ محلہ۔ شکارپور
سندھ

☆ ☆ ☆

دعائے مغفرت کے لئے اپیل

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا سراج الدین صاحب کی جمعۃ المبارک کی نماز اور عصر کے درمیان بتاریخ ۲۳ جولائی ۹۹ء اچانک طبیعت بگڑ گئی اور منہ سے کلمہ اور تین بار اللہ اللہ اللہ کہتے ہوئے اپنے احباب و لواحقین برادر خورد، شاگردان کو اللہ کے سپرد کر کے خود عدم کو سدھار گئے۔ ان کی عمر ۴۵ سال تھی۔

حضرت مولانا سراج الدین صاحب جالندھر، امرتسر دیوبند سے فارغ التحصیل تھے۔ حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کے ہمسر تھے۔ جانشین امیر شریعت سید عطاء المنعم شاہ بخاری (مرحوم) نے کچھ اسباق حضرت مولانا مرحوم سے پڑھے تھے۔ امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری سے بہت قریبی تعلق تھا۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری سے بھی خصوصی تعلق تھا۔

مولانا اکثر احادیث کی کتب مسلم شریف، ابوداؤد شریف، ترمذی شریف و جلالین، تفسیر مولانا مفتی محمد شفیع صاحب اور بہت سی پرانی کتب کا مطالعہ کرتے رہتے۔ حدیث مبارک، تفسیر قرآن، علم فقہ، حساب ریاضی، صرف و نحو پر بہت عبور تھا۔ عربی کے ماہر تھے۔

خیر المدارس جالندھر میں حضرت مولانا خیر محمد جالندھری نے حضرت حسین احمد مدنی صاحب سے ایک قابل استاد کی درخواست کی تو حضرت حسین احمد مدنی نے مولانا سراج الدین صاحب کا انتخاب فرمایا۔ جالندھر میں تین چار سال تک سبق پڑھاتے رہے۔ ہندو پاک میں شاگردوں کی تعداد گنتی سے باہر ہے۔ آپ کا خاندان خصوصاً دادا، پردادا اولیاء اللہ میں شمار تھے۔ جن کے دست حق پرست پر کئی ہندو کلمہ گو ہو گئے۔ اس لئے دار العلوم کو نعمانیہ صالحیہ سے موسوم کیا۔

ڈیرہ میں احقر نے پہلی بار اتنا بڑا جنازہ پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ تدفین تک ہزاروں آدمی موجود رہے اور ہر ایک اشکبار تھا۔ یہ چند سطور حضرت مولانا سراج الدین صاحب پر لکھنے کی جسارت کی۔ ان کی اور ہم سب کی خطاؤں، لغزشوں کو اللہ پاک معاف فرمائے۔ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں اعلیٰ و ارفع مقام اور مراتب بلند کرے۔ لواحقین و صاحبزادگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ قارئین ندائے خلافت سے مولانا کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

احقر
غلام حسین احرار
ڈیرہ اسماعیل خان

☆ ☆ ☆

دینی فرائض کی سہ منزلہ عمارت کے بارے میں ایک حدیث

جناب حافظ عاکف سعید صاحب
نائب امیر تنظیم اسلامی پاکستان
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزشتہ دنوں کنز العمال میں کتاب الجہاد کے مطالعہ میں ایک حدیث نظر سے گزری جس میں جناب حضرت محمدؐ نے دین کیلئے ایک سہ منزلہ عمارت کی مثال بیان فرمائی ہے۔
اس حدیث کے مطالعہ پر معاً امیر محترم کے فرائض دینی کے جامع تصور کے ضمن میں بیان کردہ سہ منزلہ عمارت کا خیال آیا۔ یہ احساس بھی شدت سے سامنے آیا کہ یہ مثال رسول پاک ﷺ کی بیان کردہ مثال سے کتنی قریب ہے جو کہ ڈاکٹر صاحب کی اصابت فکر اور صحت فکر پر دال ہے۔ یہ بات یقیناً نتیجہ ہے قرآن مجید پر تدبر اور غور و فکر کا بقول اقبال ؎

نور قرآن درمیان سینہ اش
جام جم شرمندہ از آئینہ اش

یہ خیال بھی گزرا کیا ہی اچھا ہو کہ ہم آئندہ یہ حدیث بھی اپنی تحریر و تقریر میں شامل کریں۔ حدیث درج ذیل ہے:

عن فضالة بن عبيد ' قال عليه الصلوة والسلام : ((الاسلام ثلاثة ابيات ' سفلى وعليا' وغرفة اما السفلى فا لاسلام دخل فيها عامة المسلمين ' فلا تسئل احدا منهم الا قال انا مسلم ' واما العليا فتفاضل اعمالهم بعض المسلمين افضل من بعض واما الغرفة العليا فالجهاد فى سبيل الله لا ينالها الا افضلهم))

[كتاب العمال ' كتاب الجهاد]

"حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ اسلام تین منزلہ مکان ہے، سب سے نچلی منزل اسلام میں داخل ہونا ہے (یعنی کلمہ پڑھنا) اس منزل میں عام مسلمان داخل ہو گئے ہیں، پس تو جس سے سوال کرے کہ تو کون ہے (یعنی مسلمان ہو یا کافر) تو وہ جواب میں کہے گا کہ میں مسلمان ہوں اس سے اوپر کی منزل نیک عمل کی برتری ہے بعض مسلمان عمل کے لحاظ سے افضل ہیں بعض سے، اور سب سے اعلیٰ منزل راہ خدا میں لڑنا ہے، اس مقام تک کوئی نہیں پہنچ سکتا مگر وہ جو سب مسلمانوں میں سے افضل ہو"۔

فقط والسلام
مختار حسین فاروقی

کاروانِ خلافت منزل بہ منزل

تنظیم اسلامی لاہور شمالی کی کارنر میٹنگ

تنظیم اسلامی لاہور شمالی نے ۱۸ جولائی بعد نماز مغرب سلطان پورہ میں کارنر میٹنگ کا اہتمام کیا۔ ٹھیک ۴۰ : ۷ پر کارنر میٹنگ کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز ہوا۔ سٹیج پر سے طارق جاوید کی آواز گونجی "اب ہم بلاتاخیر جلسے کی کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔" انہوں نے سورہ صف کی آخری پانچ آیات کی تلاوت خود کی۔ نسیم اختر صدیقی سے صدارتی نشست پر براجمان ہونے کی درخواست کی گئی اور جناب اقبال حسین کو سٹیج پر دعوت خطاب دی گئی۔

جناب اقبال حسین حمد و ثناء اور تلاوت آیات کے بعد امت مسلمہ کے ماضی' حال و مستقبل کی حقیقی و واقعی موجود و موعود اور مطلوب صورت حال پر گفتگو کی۔ گفتگو کا بیشتر حصہ ماضی کے مسائل' حال کے مسائل اور مستقبل کی نوید ہائے جانفزا پر مرتکز رہتا ہے۔ سامعین کو ملکی فضاؤں کے روشن و تاریک پہلوؤں سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ آخر میں تمام مسائل کے حل کے لئے نظام خلافت کا مثالی نظام پیش کیا جاتا ہے اور اس کے برپا ہونے کے نتیجے میں چند برکات کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ حاضرین کو ان کی دینی و ملی ذمہ داریوں سے آگاہی دلائی جاتی ہے اور نظام باطل کے استبداد اور انقلاب اسلامی کو برپا کرنے کے ضمن میں مطلوب سعی و جہد کے نشیب و فراز کھول کر بیان کئے جاتے ہیں۔

۴۵ : ۸ پر اذانِ عشاء کی ساعت کے لئے وقفہ ہوا۔ بعدازاں حاضرین سے اس کارخیر کی انجام دہی کے لئے تعاون اور اللہ عزوجل سے دعا و استعانت پر یہ پروگرام تمام ہوا۔ (رپورٹ : حافظ محمد اشرف)

اسرہ باجوڑ کی دعوتی سرگرمیاں

مورخہ ۶/ اگست ۹۹ء ووکیشنل کالج میں "پورا دین کیا ہے؟ اور یہ ہماری زندگی میں کیسے آئے گا؟" کے موضوع پر ایک روزہ دعوتی و تربیتی پروگرام منعقد ہوا۔ ڈاکٹر فیض الرحمٰن صاحب نے کالج کے سارے عملہ اور پرنسپل صاحب کے سامنے بورڈ کے ذریعے دین کا جامع تصور پیش کیا۔ ڈاکٹر فیض الرحمٰن نے کہا کہ پورے دین پر عمل کے لئے دین کا پورا تصور ضروری ہے۔ جب تک ہمارا تصور اور فکر مکمل نہ ہو تو پورا دین ہماری زندگی میں نہیں آسکتا ہے۔ انہوں نے دین کے انفرادی اور اجتماعی گوشوں کی وضاحت کی کہ انفرادی گوشوں میں یعنی عقیدہ' عبادات وغیرہ میں ہم کسی کو اختیار نہیں دیتے کہ اس میں ترمیم کرے کیونکہ ہمارے ذہن میں یہ بات ہے کہ یہ عبادت ہے اور عبادت کی مقدار یا طریقے میں کمی یا زیادتی کا کسی انسان کو حق نہیں ہے۔ مثلاً اگر نماز کی رکعتوں میں موجودہ پارلیمنٹ یا اور کوئی بااختیار ادارہ ترمیم کرے تو اسے کوئی قبول نہیں کرے گا۔ لیکن افسوس ہے کہ ہمارے حکمران اللہ تعالیٰ کی شریعت میں پیوند لگاتے ہیں اور ہم نے ان ترامیم کو مجموعی طور پر قبول کیا ہے اور پھر بھی ہم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جس اللہ نے اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کا حکم دیا ہے اسی اللہ نے اَقِیْمُوا الدِّیْنَ کا حکم بھی دیا ہے۔ اللہ کا ایک حکم ہم نے مانا ہے اور دوسرا حکم ہمارے ذہن میں بھی نہیں ہے اور دعویٰ پورے دین پر چلنے کا کرتے ہیں۔

اس کے بعد جامع تصور کے بارے میں مختلف قسم کے سوالات ہوئے۔ مقرر نے قرآنی آیات اور سیرت النبیؐ کے حوالے سے جواب دیئے۔ چونکہ سامعین میں سے اکثر تبلیغی جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ خاص کر پرنسپل جناب عزیز حمید نے کہا کہ یہ سارا فکر تبلیغی جماعت کے فکر سے ملتا جلتا ہے۔ لیکن وہ سب سے زیادہ زور ایمان پر دیتے ہیں۔ کیونکہ ایمان کی مثال تخم کی سی ہے۔ تخم میں درخت کے پھل' پتے موجود ہوتے ہیں جو وقت آنے پر باہر نکل آتے ہیں۔ اس لئے سب سے پہلے زمین تیار کرنا اور پانی دینا ضروری ہے۔ یہ سب کچھ کرنے کے بعد درخت کی صورت میں پورا نظام وجود میں آجائے گا۔

اس پر فیض الرحمٰن صاحب نے بڑی وضاحت سے جواب دیا کہ بلاشبہ یہ سارا فکری ایمان میں ہے اور ایمان کی مثال تخم کی سی ہے۔ لیکن اعلیٰ فصل اور اچھا نتیجہ حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ تخم اعلیٰ ہو' اس کے لئے چند باتیں ضروری ہے۔

۱) تخم کچا نہ ہو پختہ ہو۔

۲) تخم مکمل ہو یعنی اسے دیمک وغیرہ نہ لگی ہو۔ اگر اس تخم میں کیڑا سوراخ کرچکا ہو تو پھر وہ تخم اُگتا نہیں ہے اور نہ زمیندار سوراخ شدہ تخم کاشت کرتا ہے۔ بلکہ اس کو آٹا بنا کر جانوروں کو کھلاتا ہے۔ تبلیغی جماعت والے جو ایمان پیش کرتے ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ اس میں اللہ کی صفت حاکمیت کا اقرار نہیں ہے اور جب حاکمیت' تخم سے کٹ گئی تو شریعت والی بات خود بخود ختم ہوگئی۔ اس لئے ضروری ہے کہ آپ حضرات اپنے ایمان میں اللہ کو خالق' رازق' معبود و مالک ماننے کے ساتھ ساتھ اس کو حاکم بھی تسلیم کیجئے۔ جب اللہ تعالیٰ کو حاکم مان لیا گیا تو پھر مخلوق کی حاکمیت حرام ہو گئی۔ جس طرح اسے معبود مانا ہے اور اس کے علاوہ کسی کو سجدہ حرام سمجھتے ہیں بالکل اس طرح اگر اسے حاکم مان لیا تو پھر دنیا کی کوئی طاقت ہمیں مخلوق کی اطاعت پر مجبور نہیں کر سکے گی۔

اس وضاحت سے سامعین پر بہت اچھا اثر ہوا۔ پرنسپل صاحب نے بھی تسلیم کیا کہ واقعی تخم میں سوراخ ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆

۷/ اگست ۹۹ء باجوڑ ایجنسی کے ایک پرانے ملتزم رفیق غازی گل صاحب نے اسرہ باجوڑ خار کے ساتھ ایک روزہ پروگرام بنایا۔ فیصلہ یہ ہوا کہ گل محمود اور فیض الرحمٰن صاحب' سلازرئی ڈکول جو منفرد رفیق غازی گل کا گاؤں ہے۔ یہ گاؤں اسرہ خار باجوڑ سے ۴۰ کلومیٹر دور ہے۔ پروگرام کے مطابق فیض الرحمٰن اور گل محمد وہاں پہنچ گئے۔ عصر کی نماز کے بعد گل محمود صاحب نے عظمت قرآن اور اس کے حقوق پر بات کی۔

مغرب کی نماز کے بعد فیض الرحمٰن نے "عبادت رب" پر بات کی۔ اور یہ وضاحت کی کہ رب کون ہے۔ عبادت کیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ رب کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ جس کے قانون اور نظام کے تحت آدمی زندگی گزارتا ہے' وہ رب ہے۔ آج ہمارا رب پارلیمنٹ ہے! رواج اور نفس کو ہم نے اپنا رب بنا رکھا ہے۔ ہمیں ان تمام ارباب کو چھوڑنا ہے اور اپنے حقیقی رب کو پہچاننا ہے۔ اس کی بادشاہی کو قائم کرنا ہے۔ یہ کام اکیلے نہیں ہو سکتا اس کے لئے جماعت میں شامل ہونا ضروری ہے۔

نماز عشاء کے بعد گل محمود صاحب نے فرائض دینی پر بات کی۔ اگلے دن نمازِ فجر کے بعد فیض الرحمٰن نے جماعت کی اہمیت اور اس کے لوازم بیان کئے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ جماعتی زندگی اختیار کرنا کیوں ضروری ہے؟ آخر میں دعا مانگی گئی۔ اور ایک روزہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

(رپورٹ : فیض الرحمٰن)

میاندم (سوات) میں مبتدی و ملتزم تربیت گاہ

میاندم (سوات) میں مبتدی اور ملتزم تربیت گاہ اولاً ۸ سے ۱۵ اگست ۹۹ء تک تھی۔ مگر حلقہ سرحد کے رفقاء جو کہ خصوصاً نظام تعلیم سے وابستہ ہیں' کے پرزور مطالبہ پر ان تربیت گاہوں کو ۲۵ تا ۳۱ جولائی ۹۹ء کی تاریخوں میں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

یہ تربیت گاہیں میاندم (سوات) میں ۲۵ جولائی تا ۳۱ جولائی ۹۹ء نماز عصر کے بعد شروع ہوئیں۔ ملتزم و مبتدی رفقاء کی آمد پر عصر کی نماز سے پہلے ترتیب سے رفقاء کے نام' مکمل پتہ کے ساتھ نوٹ کیے گئے۔ یہ ذمہ داری عمران احسن اور میجر (ر) فتح محمد صاحبان نے ادا کی۔ رفقاء کو ایک منظم طریقے کے تحت گروپوں کی شکل میں اور ہر گروپ کا امیر بنا کر کمروں میں ٹھہرایا گیا۔ مبتدی رفقاء کے ساتھ ساتھ احباب حضرات بھی اس تربیت گاہ میں شامل تھے۔ جو کہ مبتدی تربیت گاہ کے لئے ملک کے مختلف شہروں سے شرکت کے لئے آئے تھے۔ شروع سے ہی تمام رفقاء میں محبت اور شوق کا جذبہ بھرا ہوا تھا۔ اس لئے تربیت گاہ الحمدللہ احسن طریقے سے شروع ہوگئی۔ جس کی وجہ سے رفقاء' معلم

حضرات اور انتظامیہ میں مکمل ہم آہنگی تھی۔ مبتدی تربیت گاہ کے لئے حلقہ سرحد سے ۱۸ رفقاء شریک ہوئے۔ جب کہ ۸ رفقاء دوسرے حلقوں سے تشریف لائے تھے۔ جن مقامات سے رفقاء آئے۔ اُن میں ٹوبہ ٹیک سنگھ' پنڈی گھیب' ایبٹ آباد' صادق آباد اور کہروڑ پکا' ملتان شامل ہیں۔ احباب کا پلہ رفقاء سے بھاری رہا۔ کل ۲۷ احباب تھے۔ جس میں صرف ایک کہروڑ پکا ملتان سے تھے باقی تمام کا تعلق حلقہ سرحد سے تھا۔ ملتزم تربیت گاہ کے لئے حلقہ سرحد سے ۲۰ رفقاء نے شرکت کی' جب کہ باقی حلقہ جات سے ۹ رفقاء شریک ہوئے۔ جو کہ پنڈی گھیپ' ایبٹ آباد' فیصل آباد' اسلام آباد اور عرب امارات سے تھے۔ اس دفعہ تربیت گاہ میں ایک تبدیلی یہ کی گئی' کہ حلقہ سرحد کو مد نظر رکھتے ہوئے تربیت گاہ کے بعض مضامین کو خصوصی طور پر پشتو میں پڑھایا گیا۔ اس کے لئے مولانا غلام اللہ خان اور فیض الرحمٰن صاحبان نے بطور خصوصی معلمین تربیت گاہ میں شرکت کی' کہ آئندہ وہ پشتو میں تربیت گاہ منعقد کر سکیں۔ اس دفعہ اس کا کامیاب تجربہ کیا گیا۔ مولانا غلام اللہ خان اور فیض الرحمٰن کے علاوہ تربیت گاہ کے مرکزی معلمین رحمت اللہ بٹر اور قیصر جمال فیاضی صاحبان تھے۔

تربیت گاہ کا عام شیڈول یہ تھا کہ قبل نماز فجر نوافل کی ادائیگی کے بعد نماز فجر کی اذان ہوتی۔ جس کے بعد درس حدیث ہوتا۔ نماز فجر کے بعد تجوید اور قرأت کی اصلاح کا پیریڈ ہوتا۔ اس کے بعد وقفہ ہوتا۔ پھر ۸ بجے سے ایک بجے تک مختلف موضوعات پر لیکچر ہوتے۔ نماز ظہر کے بعد سے نماز عصر تک وقفہ رہتا اور پھر نماز عصر سے نماز عشاء تک مختلف پروگرام ہوتے۔ عموی موضوعات برائے مبتدی تربیت گاہ میں تجوید' درس حدیث' اسلام کا انقلابی منشور' فرائض دینی' انقلابی جدوجہد کا طریقہ کار' تعارف اور سوال و جواب کی نشست ہوتی۔ جبکہ ملتزم تربیت گاہ میں خطبات کا یاد کرنا' عبادت رب' شہادت علی الناس' اقامت دین کے موضوعات پر شرکاء کو ۱۵ منٹ کی تقاریر تیار کرنا ہوتی تھی۔ انفرادی رابطہ جہاد فی سبیل اللہ دعوت دین کی فرضیت پر امیر محترم' محترم ڈاکٹر عبدالسمیع' محترم لطف الرحمٰن اور محترم عبدالرزاق صاحبان کی تقاریر بذریعہ ویڈیو دکھائی گئیں۔ کچھ کلاسیں مشترکہ بھی ہوئیں۔

(مرتب کردہ : میجر(ر) فتح محمد' فضل حکیم' کاشف سہیل)

میاندم (سوات) میں یک روزہ تربیت گاہ کے شرکاء کے تاثرات

خصوصی ملتزم تربیت گاہ کے ساتھ یک روزہ تربیت گاہ برائے نقباء و ذمہ دارانِ حلقہ سرحد بھی رکھی گئی' جو کہ ۱۵ اگست کو صبح ۹ بجے سے دوپہر ڈیڑھ بجے تک تھی۔ اس کے لئے نائب امیر تنظیم اسلامی محترم عاکف سعید صاحب' ناظم اعلیٰ پاکستان محترم ڈاکٹر عبدالخالق صاحب اور محترم رشید ارشد صاحب مورخہ ۱۴ اگست ۹۹ء کو ہی میاندم پہنچے۔ اس میں کل ۱۸ نقباء/ دیگر ذمہ داران یا متوقع ذمہ داران نے شرکت کی۔

تنظیم اسلامی کے قائم مقام امیر جناب حافظ محمد عاکف سعید صاحب نے تحریک اسلامی کے کارکنوں کا قرآن کریم سے تعلق اور اس کی اہمیت پر سیر حاصل خطاب کیا۔ ایمان کی مضبوطی اور قوت محرکہ کی دستیابی کے لئے قرآن کریم کی اہمیت واضح کی' اور فرمایا کہ تلاوتِ قرآن "روح کی غذا" ہے اور ذاتی اصلاح کا ایک موثر ذریعہ ہے۔ ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی پاکستان محترم ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے تنظیم اسلامی میں نقیب کے کردار پر تقریر کی۔ انہوں نے فرمایا' کہ ہماری تنظیم انقلابی تنظیم ہے' اور ہمارا نصب العین رضائے الٰہی اور آخرت کی فلاح ہے۔ محترم رشید ارشد صاحب نے دعوت کے موانع پر پُر مغز گفتگو کی۔ انہوں نے فرمایا کہ موانع دو قسم کے ہیں۔ خارجی اور داخلی۔ دعوت کے اصل موانع داخلی ہیں۔ انہوں نے ایک اہم بات یہ کی' کہ دین ہماری ضرورت ہے۔ زندگی میں نظم پیدا کرنے کے لئے تقدیم و تاخیر اور ترجیحات کا تعین ضروری امر ہے۔ ترجیحات میں سے نماز' مناجات' آیات انفسی اور آیات آفاقی پر سوچ و بچار پہلے نمبر پر آنے چاہئیں۔ غیر مسنون رسومات سے بچنے سے کافی وقت بچایا جا سکتا ہے۔ اپنے وقت کا Audit کرنا چاہئے۔ اور ہفتہ بھر کا جائزہ لیا جائے اور اس حدیث کی روشنی میں اپنا محاسبہ کیا جانا چاہئے کہ کل سے آج کا دن دینی لحاظ سے بہتر ہو۔ اس تربیت گاہ کے بارے میں چند شرکاء کے تاثرات درجہ ذیل ہیں۔

غلام مقصود : تنظیم اسلامی کے زیر انتظام ایک مختصر مگر انتہائی موثر تربیت گاہ حلقہ سرحد کے نقباء حضرات کے لئے میاندم (سوات) کے پر فضا مقام پر مورخہ ۱۵ اگست ۹۹ء منعقد ہوئی۔ یہ تربیت گاہ اپنی نوعیت کی ایک منفرد اور مثالی تربیت گاہ اس لحاظ سے بھی تھی کہ اس میں کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ تعلیمی و تربیتی نیز فکری غذا اور رہنمائی فراہم کرنے کا اہتمام انتہائی چابکدستی اور نہایت مہارت کے ساتھ کیا گیا۔ حقیقت یہ ہے' کہ تمام اساتذہ نے اس تربیت گاہ کو اپنی بہترین صلاحیتوں سے نوازا۔ اور حق تربیت ادا کیا۔ کسی کی تعریف و توصیف اور کسی کو ترجیح کے معاملے میں نہایت کنجوس ہونے کے باوجود' میں خصوصی طور پر محترم رشید ارشد صاحب کی تعریف پر خود کو مجبور پاتا ہوں اور ان کے حق میں دعاگو ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ موصوف کو علم و آگاہی اور تقویٰ کے میدان میں مزید ترقی اور افزونی عطا فرمائے۔

محمد جمشید عبداللہ : اپنی افادیت کے لحاظ سے یہ پروگرام منفرد اور بھرپور تھا۔ منفرد اس لئے کہ کم وقت میں جدید تدریسی طریقہ اپنایا گیا۔ خصوصاً رشید ارشد صاحب کا مینجمنٹ کے جدید اصولوں کو احادیث مبارکہ میں سمونے کا انداز مفید تھا۔ اس پالیسی سے بھی حیرت انگیز خوشی ہوئی کہ امراء ہوں یا نقباء اپنے مامورین کے ساتھ ترغیب و تشویق والا رویہ رکھیں۔ اور قانونی تقاضوں کو ثانوی حیثیت دیں۔ اس سے انشاءاللہ تعالیٰ دور رس تبدیلیاں مرتب ہوں گی۔

خورشید انجم : ملتزم تربیت گاہ بمقام میاندم سے ایک دن پہلے ۱۵ اگست ۹۹ء کو یک روزہ تربیت گاہ کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں مجھے بھی بحیثیت نقیب شرکت کا موقع ملا۔ اس میں کل چار لیکچرز تھے۔ لیکن ایک مختلف انداز میں یعنی مذاکرہ کے انداز میں' جس سے ون وے ٹریفک کا خاتمہ ہوا۔ اور نقباء کو بھی شرکت کا موقع ملا' اور بات زیادہ وضاحت کے سامنے آئی۔ علاوہ ازیں مختصر وقت میں زیادہ "فیڈ" دی گئی۔ اس تربیت گاہ میں کل ۴ لیکچر ہوئے۔ دو محترم عاکف سعید صاحب کے' ایک محترم ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کا اور ایک محترم رشید ارشد صاحب کا۔ ان میں محترم رشید ارشد صاحب کا لیکچر خصوصی طور پر مفید تھا۔ جدید علم کے حوالے سے تو ان کی Specialization تھی۔ لیکن اکثر احادیث میں جن کا انہوں نے حوالہ دیا' وہ بھی ہمارے لئے نئی تھیں۔ اس حوالے سے اپنی کمزوری کا احساس ہوا' کہ ہمارا علم بہت محدود ہے۔ اسی طرح محترم حافظ عاکف سعید اور ڈاکٹر عبدالخالق صاحبان کے لیکچر بھی کافی مفید تھے' مذاکرہ کی وجہ سے اور بورڈ پر "ڈایا گرام" بنا کر سمجھانے کی وجہ سے بھی۔ بہرحال مختصر وقت میں ہم نے بہت کچھ حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ اس پر تمام مربی حضرات اور منتظمین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

ڈاکٹر محمد مقصود : میاندم میں ہونے والی تربیت گاہ میں مجھے بھی شرکت کا موقع ملا۔ جسے میں نے نقباء کی تعلیم و تربیت کے لئے انتہائی مفید پایا۔ تربیت گاہ کا مجوزہ پروگرام نقباء کے علم و فکر سے لے کر کردار و عمل تک ہر گوشے پر محیط تھا۔ علم و فکر کے لئے مہمیز کے طور پر جہاں تمسک بالقرآن پر لیکچر دیئے گئے' وہاں کردار و عمل کی دنیا میں رفقاء سے رابطہ کرنے' ان کے دکھ درد میں بالفعل شریک ہونے اور انہیں ایک سربراہِ خاندان جیسا تصور دینے پر بھی مذاکرے ہوئے۔ نقباء کو اپنے سینئر عہدہ داروں کو قریب سے دیکھنے اور ان سے اپنی اشکالات کو حل اور شکوک و شبہات کو رفع کرنے کا موقع ملا۔ یکطرفہ مواعظ و تقاریر بھی تھیں۔ باہمی مذاکرہ اور تبادلہ خیالات کا دور بھی چلا' اور نقباء کو ازخود اپنی جانب سے کھل کر اظہار خیال کرنے کے مواقع بھی میسر آئے۔

(رپورٹ : میجر(ر) فتح محمد' ڈاکٹر محمد اقبال صافی)

وقت کے انتہائی نازک اور حساس موضوع پر
امیر تنظیم ڈاکٹر اسرار احمد کی ایک اہم تالیف

شیعہ سنی مفاہمت کی ضرورت و اہمیت

ملنے کا پتہ :
مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور
36۔کے' ماڈل ٹاؤن لاہور فون : 5869501-03

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد 8، شمارہ 35
سالانہ زر تعاون -/175 روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور
مقام اشاعت: 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 5869501-03

معاونین برائے مدیر:
○ فرقان دانش خان ○ مرزا ایوب بیگ
○ نعیم اختر عدنان ○ سردار اعوان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

جاگو جگاؤ

دعوت دین اور داعی کا کردار

تحریر: محمد سمیع، کراچی

ایک داعی دین کے لئے سب سے کٹھن اور تکلیف دہ مرحلہ وہ ہوتا ہے جب مخالفین اس کی شخصیت کو مسخ کرنے کے لئے اس کے کردار پر کیچڑ اچھالنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس لئے کہ اگر داعی کے کردار پر لوگوں کا اعتماد متزلزل ہو جائے تو دعوت دین کی راہ میں کئی ایک رکاوٹیں کھڑی ہو جاتی ہے۔ اللہ کے اس حکم پر کہ جو کچھ آپ کو حکم دیا جا رہا ہے اس کا اعلانِ عام کیجئے، رسول اکرمؐ نے کوہ صفا پر کھڑے ہو کر لوگوں کو آواز لگائی اور جب وہ جمع ہو گئے تو اپنی دعوت پیش کرنے سے پہلے آپ نے اپنے کردار کے حوالے سے، جس کا لوہا مشرکین عرب بھی مانتے تھے، ان سے دریافت فرمایا کہ اگر میں یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے دشمن کی ایک فوج موجود ہے جو تم پر حملہ آور ہونے کو ہے تو کیا تم میری اس بات پر یقین کر لو گے تو لوگوں نے جواب دیا تھا: کیوں نہیں! ہم نے ہمیشہ آپ کو صادق اور امین پایا ہے۔ آپ کے اس عمل سے دو باتیں واضح ہو گئیں کہ کفار و مشرکین آپؐ پر کتنا اعتماد کرتے تھے اور جس چیز کی دعوت آپ دینے جا رہے تھے اس کی کتنی اہمیت تھی۔ یہ ان لوگوں کی بد قسمتی تھی کہ وہ اس دعوت حق کے دشمن بن کر کھڑے ہو گئے۔ حضور ﷺ نے لوگوں کے اس اعتماد کو جو دشمنوں کو بھی ان پر تھا، کبھی مجروح نہیں ہونے دیا۔ یاد کیجئے ہجرت کا وہ موقع جب خون کے پیاسے دشمن تلوار سونتے کھڑے تھے۔ آپ نے حضرت علیؓ کو لوگوں کی امانتیں سپرد کیں اور انہیں اپنے بستر مبارک پر لٹا کر سفر ہجرت کا آغاز کیا۔ اس طرح لوگوں کی امانتیں لوٹانے کے لئے آپؐ نے اپنی اس عزیز ہستی کی زندگی کو بھی خطرے میں ڈالنے سے گریز نہیں کیا جو ان کے چچا زاد بھائی ہی نہیں بلکہ جن کو آپ کے زیر پرورش رہنے کا اعزاز حاصل تھا۔ حالانکہ یہ امانتیں بعد میں بھی لوٹائی جا سکتی تھیں۔

معاملات کو شفاف رکھنے میں احتیاط کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ آپ اپنی زوجہ محترمہ سے محو گفتگو تھے اور روشنی کم تھی لہٰذا جب ایک صحابی پاس سے گذرے تو انہیں روک کر آپ نے فرمایا کہ یہ میری زوجہ ہیں۔ اب آپ اندازہ لگائیں کہ حضور ﷺ کی بابت کوئی اہل ایمان اپنے دل میں کوئی بدگمانی کا تصور بھی کر سکتا ہے کہ اگر خدانخواستہ کسی سے یہ حرکت سرزد ہو جائے تو اس کے تو سارے اعمال ہی ضائع ہو جائیں گے بلکہ اس کے تو ایمان کے لالے پڑ جائیں گے۔ اس کے باوجود حضور ﷺ نے یہ بات بتانی ضروری سمجھی۔ ایسے بیشتر واقعات آپ کو سیرت میں مل جائیں گے جن میں ایک داعی کے لئے رہنمائی ہے کہ اسے اپنے معاملات کو شفاف رکھنا چاہئے تاکہ لوگوں کا اسے مکمل اعتماد حاصل ہو اور کسی قسم کی بدگمانی کے در آنے کی کوئی گنجائش نہ رہے۔ ہم سب پر لازم ہے اور خصوصاً ان حضرات کے لئے جو اسلامی احیائی تحریکوں میں ذمہ دار مناصب پر فائز ہیں، ان کی تو یہ اشد ضرورت ہے کہ کوئی ایسا موقع نہ پیدا ہونے دیں جس سے ان کے کردار پر زد پڑے۔ مبادا کہ وہ اپنے تئیں کسی مقابلے میں حکمت عملی سے کام لے رہے ہوں اور لوگ اسے ڈپلومیسی یا جوڑ توڑ سمجھ کر ان کے بارے میں کسی بدگمانی میں مبتلا ہو جائیں کیونکہ اس سے تحریک پر جو مضر اثرات مرتب ہو سکتے ہیں ان کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنے معاملات میں قرآن میں پیش کردہ اس اصول کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں کہ ﴿قُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا﴾ "بات بالکل سیدھی اور صاف کہو"۔ اس میں کوئی ہیر پھیر کی گنجائش نکالنے کے لئے کسی کو کوئی موقع نہ ملے۔

سالانہ تربیتی اجتماع برائے ملتزم رفقاء

ان شاء اللہ العزیز 24 اکتوبر تا 28 اکتوبر 99ء، قرآن آڈیٹوریم، 191۔اتاترک بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن لاہور میں ملتزم رفقاء کا سالانہ تربیتی اجتماع منعقد ہو گا۔ اس اجتماع میں

☆ تمام ملتزم رفقاء تنظیم اسلامی پاکستان کی شرکت لازم ہو گی۔
☆ وہ مبتدی رفقاء جو مبتدی تربیت گاہ میں شریک ہو چکے ہوں ناظم اعلیٰ کی اجازت سے اجتماع میں شریک ہو سکیں گے۔ خواہش مند رفقاء امیر حلقہ کی وساطت سے درخواست ارسال کریں۔
☆ شرکاء کے لئے قیام و طعام کا انتظام قرآن اکیڈمی میں ہو گا۔
☆ شرکاء موسم کے مطابق بستر اور ضرورت کی دیگر اشیاء ساتھ لے کر آئیں۔

اعلان داخلہ

قرآن کالج آف آرٹس اینڈ سائنس
191۔اتاترک بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور
ایک منفرد، معیاری، مثالی درس گاہ (لاہور بورڈ سے الحاق شدہ)
بی اے سالِ اوّل میں داخلے شروع ہیں!
○ لاہور کے خوبصورت اور پرسکون علاقے میں تمام جدید سہولتوں سے آراستہ وسیع و عریض بلڈنگ ○ جدید کمپیوٹر لیب ○ اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذہ کی ٹیم
مزید معلومات کیلئے پراسپکٹس حاصل کریں یا کالج آفس سے رابطہ کریں
پرنسپل کالج فون نمبر: 5860024-5833637
نگران و سرپرست: ڈاکٹر اسرار احمد زیر انتظام: مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور